ڈاکٹر ارشد محمود ناشاد

استاد شعبہ اردو، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ، اسلام آباد

اردو اور ہندکو: لسانی و ادبی اشتراک

Dr Arshad Mehmud Nashad

Department of Urdu, Allama Iqbal Open University, Islamabad

Urdu and Hindko:Common lingual and literary Features

The present paper investigates the linguistic and literary features shared by Urdu and Hindko. Employing the comparative approach, the researcher has explored the common linguistic features at various levels, including phonetic, morphological and syntactic levels. In the second part, the mutual sharing of Urdu and Hindko literatures have been studied. This part reviews the prominent literary themes shared by the two languages as expressed in their various genres.

تہذیبی و لسانی پس منظر:

صوبہ سرحد میں ہزارہ ڈویژن، پشاور، کوہاٹ، بنوں اور ڈیرہ اسماعیل خان کے اضلاع میں لاکھوں افراد کا وسیلۂ اظہار ہندکو ہے۔ ہزارہ سے ڈیرہ اسماعیل خان تک پھیلی ہوئی ہندکو زبان متعدد لہجوں میں منقسم ہے۔ ماہرینِ لسانیات اور ہندکو زبان و ادب سے تعلّق رکھنے والے اہلِ علم کی تحقیقات کی روشنی میں ہندکو کو چار بڑے لہجوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

۱۔ ہزارہ والی: ہندکو کا یہ لہجہ قدرے ثقیل ہے اور اس پر گوجری، پہاڑی اور پوٹھوہاری بولیوں کے اثرات نسبتاً زیادہ ہیں۔

۲۔ پشاوری لہجہ: پشاوری ہندکو پر فارسی کا اثر زیادہ ہے اس لیے اس لہجے میں مٹھاس اور شیرینی دوسرے لہجوں کی نسبت زیادہ ہے۔ پشاوری ہندکو مزید دو نمایندہ لہجوں میں منقسم ہے۔ پشاور شہر کا لہجہ مضافات اور تپہ خالصہ کے لہجے سے واضح طور پر الگ ہے۔

۳۔ کوہاٹی ہندکو: کوہاٹی ہندکو پر پشتو زبان اور پنجابی کی گھیبی بولی کے اثرات واضح طور پر محسوس کیے جا سکتے ہیں۔

۴۔ ڈیرہ والی: ڈیرہ اسماعیل خان اور اس کے گرد و نواح میں بولی جانے والی ہندکو سرائیکی کی آمیزش سے ایک جداگانہ حیثیت اختیار کر گئی ہے جو ہندکو کے باقی لہجوں سے مختلف ہے۔

ہندکو کے یہ لہجے اپنے مخصوص جغرافیائی اور علاقائی عوامل کے باعث منفرد اور جداگانہ صورت رکھتے ہیں تاہم ایک خاص لسانی نظام کے تحت ایک دوسرے سے مل کر ہندکو کی تشکیل کرتے ہیں۔ معروف شاعر اور ادیب خاطر غزنوی نے اپنی کتاب ''اُردو زبان کا ماخذ ہندکو'' میں ہندکو کے جغرافیے کو سکردو سے کراچی اور لس بیلہ تک پھیلا کر کئی زبانوں اور بولیوں کو ہندکو

کی ذیل میں شامل کر دیا ہے جو لسانی اعتبار سے درست نہیں۔خاطر غزنوی لکھتے ہیں:

''دریائے سندھ کے حوالے سے یہ زبان[ہندکو] لداخ کے بعد پاکستان کے شمال میں سکردو میں بلتستانی اور پھر کوہستانی علاقے کی گوجر، گوُ جر یا گوجری قوم کی خانہ بدوشی کے محرم راستوں سے شروع ہوتی ہے۔کوہستانِ سندھ کے زیریں علاقے مانسہرہ، ایبٹ آباد (پکھلی اور تناول)، ہری پور، تربیلہ، غازی، چھچھ، اٹک، ٹیکسلا اور پوٹھوہار سے آگے لاہور تک اور پھر ادھر کالا باغ، ماڑی انڈس، میانوالی، دریا خان، بھکر، ملتان، ہڑپہ اس کا نواحی علاقہ، بہاولپور، نواب شاہ، رحیم یار خان، روہڑی، خیر پور، موہن جوڈرو اور کراچی تک اور مغربی کنارے پر نوشہرہ، پشاور، کوہاٹ، بنوں، ڈیرہ اسماعیل خان، ڈیرہ غازی خان، کھیترا ن، سکھر اور لس بیلہ تک بولی جاتی ہے۔''(۱)

ہندکو کی وجہ تسمیہ کے بارے میں متعدد آرا ملتی ہیں، جیسے:

۱۔ ''ہخامنشی بادشاہوں نے دریائے سندھ کے قریب کے علاقہ کا نام ''ہندوکا'' رکھا تھا، اس لیے کہ حرف سین ژند اور پہلوی میں 'ہ' سے بدل جاتا ہے۔غالباً اسی وجہ سے جو زبان یہ لوگ بولتے تھے وہ 'ہندکو' یا 'ہندکی' کہلائی اور آج تک اسی نام سے موسوم ہے۔''(۲)

۲۔ '''انڈس' جسے دارا کے عہد میں 'انڈ' یا 'اینڈھ' بھی کہتے تھے ہندکو زبان کی ایک تشریح یہ بھی ہے کہ 'انڈ' کے کنارے پر آباد لوگ جو زبان بولتے تھے وہ 'انڈکو' یا 'ہندکو' تھی۔''(۳)

۳۔ ''میں سمجھتا ہوں 'ہنیان' [بدھ مت کا ایک قبیلہ] آگے چل کر 'ہندکیان' یا 'ہندکون' کی شکل اختیار کر گیا جو آج تک رائج ہے۔صوبۂ سرحد کے ہندکو بولنے والے پٹھان قبیلے یا ہندکو بولنے والا اپنے آپ کو 'ہندکون' اور پشتو بولنے والا اپنے آپ کو 'پختون' یا 'پشتون' کہتا ہے۔''(۴)

۴۔ ''ایک روایت یہ ہے کہ کوہِ ہندوکش کے قریب جو لوگ شہروں میں آباد تھے انہیں دیہات میں رہنے والے آزاد اور جنگجو قبائل 'ہندکو' کہتے تھے۔''(۵)

ہندکو کے بارے میں کئی غلط فہمیاں رواج پا گئی ہیں۔کوئی اسے آریائی زبانوں کے گروہ میں شامل قرار دیتا ہے تو کوئی غیر آریائی زبانوں میں۔کوئی ہندکو کی اصل شورسینی پراکرت کو ٹھہراتا ہے تو کوئی دردستانی بولیوں سے اس کا رشتہ جوڑتا ہے۔کوئی اسے لہندا کی ایک شاخ قرار دیتا ہے تو کوئی ہندوؤں کی بولی۔غیر لسانی تجزیوں اور جذباتی اندازوں کے باعث اس بولی کو ارد گرد کی بولیوں اور زبانوں سے کاٹ کر ایک الگ صورت میں پیش کرنے کی سعی کی گئی جس کے نتیجے میں اس زبان کا ارتقائی سفر متاثر ہوا ہے۔اہلِ علم جانتے ہیں کہ ہندکو ''سپت سندھو'' یا ''ہپت ہندو'' کی بدلی ہوئی صورت ہے جس کے معنی سات دریا ہیں۔سات دریاؤں کی زمین، وہاں کے لوگوں اور وہاں کی بولی کے لیے یہ لفظ استعمال ہوتا رہا ہے یعنی دریائے ستلج کے اُس طرف سے لے کر دریائے سندھ کے شمال مغربی حصوں پر پھیلے ہوئے علاقے، لوگ اور ان کی زبان ہندکو کہلاتی رہی ہے۔آج کے مورخین صرف دریائے سندھ کے ارد گرد پھیلی ہوئی آبادیوں یا گندھارا کے علاقے کی زبان کو ہندکو قرار دے کر اس کو ان زبانوں اور بولیوں سے کاٹنے کی کوشش میں مصروف ہیں جو کل تلک اس کے وجود میں شامل تھیں۔ ہندکو کے معروف محقق سیّد فارغ بخاری کا یہ کہنا صداقت پر مبنی ہے کہ:

''1947ء تک برصغیر کی تقسیم نہیں ہوئی تھی اور پشاور سے لے کر جالندھر اور انبالہ تک عوام جو زبان بولتے تھے وہ مقامی اختلافات کے باوجود ایک تھی۔''(۶)

سر جارج گریئرسن نے اپنی معروف کتاب Lingustic Survey of India میں ہندکو کو لہندا کی ایک بولی قرار دیا ہے۔لہندا کے معنی مغرب کے ہیں اس لیے پنجاب کے مغربی علاقوں میں بولی جانے والی بولیوں اور زبانوں کو اس نے لہندا

کا نام دیا ہے۔سید فارغ بخاری نے بھی اپنے ایک مضمون میں ہندکو کولہندا کی ایک بولی قرار دیا ہے وہ لکھتے ہیں:

''یہ لہندا یا لہندی زبان کی ایک بولی ہے۔لہندا کے معنی مغرب کے ہیں یعنی اس پانچ دریاؤں کی سرزمین میں سے جو دریائے سندھ کا طاس کہلاتی ہے مغربی اضلاع میں استعمال ہونے والی زبان ہندکو کہلاتی ہے۔''(۷)

ہندکو کے پرجوش مبلغ مختار علی نیّر ہندکو کو دُنیا کی قدیم ترین زبانوں میں شمار کرتے ہیں۔ان کے بہ قول:

''اس کی [ہندکو] اپنی لوک کہانیاں ہیں،اپنے محاورے،اپنی ضرب الامثال اور بڑی ٹھوس اور جامع تاریخ کے لحاظ سے بڑی قدآور زبان ہے اور برصغیر کی قدیم ترین زبانوں میں سے ایک [ہے]۔''(۸)

ہندکو کے محققین نے ہندکو اور اُردو کی لسانی قربت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے یہ نظریہ پیش کیا ہے کہ ہندکو اُردو زبان کا ماٰخذ ہے۔سیّد فارغ بخاری اور مختار علی نیّر نے اُردو کی تشکیل میں ہندکو کے کردار کا اجمالی ذکر کیا ہے جب کہ خاطر غزنوی نے اس نظریے کے حق میں ایک مبسوط کتاب ''اُردو زبان کا ماٰخذ ہندکو'' تحریر کی ہے جس میں بہ دلائل انہوں نے اس نظریے کو درست ثابت کیا ہے۔اس میں شُبہ نہیں کہ اُردو کی تعمیر و تشکیل میں مختلف علاقوں اور زبانوں نے اپنا کردار ادا کیا ہے ہندکو اور سرحد کے کردار سے بھی صرفِ نظر نہیں کیا جاسکتا۔ڈاکٹر ابواللیث صدیقی اُردو کی تشکیل کے بارے میں لکھتے ہیں:

''یہ (اُردو) کسی خاص علاقے ، مذہب، کسی خاص فرقے ، قبیلے، طبقے یا جماعت کی زبان نہیں،اس کی تشکیل و ترویج میں برصغیر کے تمام صوبوں،علاقوں اور ان کے لوگوں کی مقامی بولیوں،لوک گیتوں،کہانیوں اور سنگیت نے حصّہ لیا ہے۔اس لیے اُردو قیدِ مقام سے آزاد ہے۔''(۹)

حروفِ تہجی اور مشترک حروف:

بابائے اُردو مولوی عبدالحق نے اُردو حروفِ تہجی کی تعداد پچاس بتائی ہے(۱۰) جب کہ کئی قواعدو گرامر کے ماہرین مرکب یا مخلوط آوازوں جیسے بھ ، پھ، تھ وغیرہ کو الگ حرف کی حیثیت سے تسلیم نہیں کرتے اور انہیں حروفِ تہجی میں شامل نہیں کرتے۔ماہرین کا ان حروف کے ساتھ سلوک درست نہیں کیوں کہ یہ الگ صوتی آہنگ کے حامل حروف ہیں اور ان کو حروفِ تہجی میں شامل کیا جانا چاہیے۔مولوی عبدالحق کے نقطۂ نظر کے مطابق اُردو کے حروفِ تہجی درج ذیل ہیں:

ا، ب، بھ، پ، پھ، ت، تھ، ٹ، ٹھ، ث، ج، جھ، چ، چھ، ح، خ، د، دھ، ڈ، ڈھ، ذ، ر، رھ، ز، ژ، ڑ،
ڑھ، س، ش، ص، ض، ط، ظ، ع، غ، ف، ق، ک، کھ، گ، گھ، ل، لھ، م، مھ، ن، نھ، و، ہ، ی/ے

حروفِ تہجی کے حوالے سے ہندکو کا اُردو سے مکمل اشتراک ہے۔اُردو کے متذکرہ بالا پچاس حروف ہندکو میں مستعمل ہیں۔ان کے علاوہ ہندکو کے معروف ادیب مختار علی نیئر نے ہندکو کی چند مخصوص آوازوں کے پیشِ نظر کچھ اور حروف وضع کیے۔نیئر صاحب کے وضع کردہ چار حروف درج ذیل ہیں:

زؕ ہہ یے

مختار علی نیئر نے بھی اُردو کے کئی ماہرینِ قواعد کی طرح مخلوط یا مرکب حروف کو ہندکو حروفِ تہجی میں شامل نہیں کیا۔وہ لکھتے ہیں:

''ساڈی ہندکو زبانچ کل حروفِ تہجی دی تعداد اُنتالی اے تے اِزے علاوہ ھِک مدآ (~) یادروّے کہ ہندکو زبانچ مدآ (~) بڑی اہمیت رکھدیے۔اگر اس مدآ (~) نوں بی ھِک حرف شمار کیتا جاوے تاوت ہندکو زبان دے حروفِ تہجی پورے چالی ہوجاسن۔''(۱۱)

ترجمہ: (ہماری ہندکو زبان میں کل حروفِ تہجی کی تعداد اُنتالیس ہے اور اس کے علاوہ ایک مدآ (~)۔یاد رہے کہ ہندکو زبان میں مدآ (~) بڑی اہمیت رکھتا ہے۔اگر اس مدآ کو بھی ایک حرف شمار کیا جائے تو پھر ہندکو زبان کے حروفِ تہجی پورے چالیس ہوجائیں گے۔)

نیّر صاحب کے وضع کردہ حروف کو اکثر ہندکو بولنے اور لکھنے والے تسلیم نہیں کرتے؛ اُردو اور ہندکو کے معروف ادیب سُلطان سکون نے اپنی کتاب ''ہندکو ضرب الامثال'' کے آخر میں ''ہندکو زبان دے نویں حرف'' کے عنوان کے تحت آٹھ ہندکو آوازوں کے لیے نئے حروف وضع کیے ہیں ان نئے حروف کو بھی لکھنے والوں میں درجۂ قبولیت نہ مل سکا یہاں تک کہ خود سُلطان سکون نے ''ہندکو اُردو لغت'' میں ان کی پیروی نہیں کی۔ جناب خاطر غزنوی نے اپنی کتاب ''ہندکو نامہ'' میں ہندکو املا کے لیے کُچھ نئے حروف وضع کیے ان کی قدر و قیمت کے متعلق وہ رقم طراز ہیں:

''اسی پشور دی ہندکو یا اس دے رسم الخط یا املا نوں کیوں پشور تک محدود کر چھوڑی ایں۔ کیوں نہ اس نوں ایجیا بنا دتا جاوے کہ سارے علاقے بلکہ پاکستان دے لوک اس نوں آپڑے انداز وچ پڑھ کے سمجھ سکن۔ اس واستے منے ہندکو حرفاں نوں اس طرح بنایا وے کہ ایہہ اوازاں اپڑا اصل برقرار رکھ کے دریائے سندھ دیاں بولیاں دے نال نال پشور وچ پشور دے آپڑے لہجے وچ پڑھے جا سکن۔''(۱۲)

ترجمہ: (ہم پشاور کی ہندکو یا اس کے رسم الخط یا املا کو پشاور تک ہی محدود کیوں رکھیں۔ کیوں نہ اس کو ایسا بنا دیا جائے کہ سب علاقے بلکہ پاکستان کے لوگ اس کو اپنے انداز میں پڑھ اور سمجھ سکیں۔ اس لیے میں نے ہندکو حروف کو اس طرح بنایا ہے کہ یہ آوازیں اپنی اصلیت برقرار رکھ کے دریائے سندھ کی بولیوں کے ساتھ ساتھ پشاور میں پشاور کے اپنے لہجے میں پڑھے جا سکیں۔)

آگے چل کر وہ لکھتے ہیں:

''میری مرتب کیتی ہوئی املا دی ایہہ شکل بن دی اے۔ منے آپڑیاں غزلاں وچ املا دا ایہا تجربہ کیتا وے۔ ہُن اس دا انحصار میرے پڑھنے والیاں تے وے کہ او وہ اس املا نال اتفاق کردے ون تے اس نوں پسند کر کے آپڑی ہندکو نوں دوسرے علاقیاں وچ قابلِ فہم بنانے واسطے استعمال کرنا چاہندے ڈن یا اس نوں رد کر کے کھُو وچ رہنا قبول کر دین۔''(۱۳)

ترجمہ: (میری مرتب کردہ املا کی یہ شکل بنتی ہے۔ میں نے اپنی غزلوں میں املا کا یہی تجربہ کیا ہے۔ اب اس کا انحصار میرے پڑھنے والوں پر ہے کہ وہ اس املا کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں یا اِسے رد کر کے کنوئیں میں ہی رہنا قبول کرتے ہیں۔)

خاطر غزنوی نے املا کا جو خاکہ ''ہندکو نامہ'' میں پیش کیا اسے بھی قبول نہیں کیا گیا، یہاں تک کہ خود خاطر غزنوی نے اپنی کتابوں اور تحریروں میں اپنے وضع کردہ حروف کو استعمال نہیں کیا۔ اہلِ ہندکو کی اکثریت تحریر کے لیے اُردو حروفِ تہجی کو کافی سمجھتی ہے۔

اردو اور ہندکو کا مشترک ذخیرۂ الفاظ:

زندہ زبانیں ایک دوسرے سے اخذ و استفادہ کرتی ہیں۔ ان میں لفظیات کے تبادلے کے ساتھ ساتھ دیگر لسانی قواعد میں بھی لین دین جاری رہتا ہے۔ اس عمل سے زبانیں توانا رہتی ہیں اور ان کے بولنے والوں میں ایک خاص قسم کا رشتہ قائم ہو جاتا ہے جو انھیں ایک دوسرے کے قریب لانے کا ذریعہ بنتا ہے۔ اُردو اور ہندکو میں قریبی لسانی تعلق پایا جاتا ہے۔ یہ لسانی تعلق صرف مشترک ذخیرۂ لفظیات کا نہیں بلکہ قواعد میں بھی دونوں ایک دوسرے کے قریب ہیں۔ اُردو زبان میں دوسری زبانوں کے الفاظ و محاورات کو جذب کرنے کی جو صلاحیت پائی جاتی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔ اس صلاحیت کے باعث اُردو نے بہت تھوڑے عرصے میں اپنے آپ کو عالمی زبانوں کی صف میں ایک نمایاں مقام پر لا کھڑا کیا ہے۔ اُردو سے تعلق رکھنے والی زبانیں اب اس کے وسیلے سے جدید لسانی صورتوں اور مہارتوں سے آشنا ہو رہی ہیں۔ ہندکو نے بھی اُردو کے وسیلے سے بہت کُچھ حاصل کیا ہے۔ اُردو اور ہندکو میں ذخیرۂ لفظیات کا اشتراک دیدنی ہے۔ یہ کہنا مبالغہ نہ ہوگا کہ دونوں زبانوں میں ساٹھ

فیصد کے قریب لفظی اشتراک پایا جاتا ہے۔مشترک ذخیرۂ لفظیات کی وضاحت کے لیے خاطر غزنوی کی کتاب ''ہندکو نامہ'' جو ہندکو زبان کی Classified Dictionary ہے سے چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔ہندکو میں مستعمل یہ الفاظ بعینہٖ یا معمولی تبدیلی کے ساتھ اُردو میں مستعمل ہیں:

رشتے ناتے:

بھرا، پھپھی، پتر، پڑدادا، پڑدادی، پڑنانا، پڑنانی، پوترا، پوتری، تایا، تائی، چاچا، چاچی، دیور، سالا، سالی، سس، سوہرا، ماما، مامی، نانا، نانی، دادا، دادی، استاد، افسر، بالکا۔ (۱۴)

جانور:

بکری، بکرا، بلی، ببرشیر، اونٹھ، بلا، بن مانس، بھیڑ، چیتا، چوہا، کھچر، خرگوش، زیبرا، سور، شیر، کتا، کچھو، گاں، گدڑ، گھوڑا، گلہری، لومڑی، مچھی، مگرمچھ، نیولا، نیل گاں، ہرن، لنگور۔ (۱۵)

لباس/ پہناوے:

آستین، اچکن، انگیا، استر، بخیہ، برقعہ، برساتی، بنیان، پراندہ، پیٹی، پیزار، پشواز، ٹوپی، ٹوپ، جراب، جتی، جیب، جھولی، چپل، چپلی، چغہ، دستانے، دامن، زرہ بکتر، سلیپر، ساڑھی، شلوار، شملہ، شال، شرارہ، شروانی، فراک، فرغل، قبا، قمیص، کنٹوپ، کڑتی، کڑتا، کاج، کفن، کلاہ، کوٹ، کمل، گرگابی، گھگرہ، گلہ، گلوبند، لوئی، لہنگا وغیرہ۔ (۱۶)

اردو میں مستعمل عربی فارسی کے الفاظ ہندکو زبان کی لفظیات میں بھی شامل ہیں۔مختار علی نیّر نے اپنے ایک مضمون ''ہندکو زبان پر فارسی کے اثرات'' میں عربی اور فارسی الفاظ کی ایک فہرست شامل کی ہے جو ہندکو میں عام مستعمل ہیں۔اس فہرست میں شامل الفاظ اُردو میں بھی مستعمل ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اُردو کے وسیلے سے ہی یہ الفاظ ہندکو کے ذخیرۂ لفظیات میں شامل ہوئے ہیں۔مذکورہ فہرست سے کُچھ الفاظ درجِ ذیل ہیں:

> ''زمین، آسمان، فضا، ہوا، طوفان، ستارہ، سیارہ، کہکشاں، جنت، اللہ، خدا، قیامت، حساب، روز، حشر، سزا، جزا، ثواب، عذاب، ماہ، مہر، گفتگو، ملاقات، صبح، شام، آرام، آزار، شب، برات، بیداری، ساغر، مشیر، مشاورت، آشنا، شناس، آب و تاب، آبیانہ، گوشت، سبزی، سوال، جواب، خوب، غریب، آمد و رفت، آستانہ، ہوش، جوش، رفتار، گفتار، پرواز، ہم راز، ہم نوا، جاگیر، زمیندار، امیر، بیکس، آبرو، چشم، زبان، سر، خواب، روشنی، روش، راہ، راہ رو، راہ داری، وصول، محصول، برادر، خالہ، شیر، رسم، رسوم، مراسم، شعلہ، بلند، بلندی، گمان، شبہ، شک، پختہ، بازار، کوچہ، نہر، دکان، دریا، خادم، غلام، دستگیر، فقیر، یتیم محتاج، مہوش، ماہ نور، پردہ، چوبدار، نان، خمیر، نیکی، بدی، کتاب، علم، خوبی، کفن، دفن، شفقت، محبت، عشق، مجلس، ماتم، سینہ، زنجیر، وصال، کارندہ، تخت، شیروانی، گور، مجاور، دربدر، بیزار، وفادار، بےوفا، بےنور، وغیرہ۔'' (۱۷)

مختار علی نیّر نے اپنی کتاب ''ہندکو قواعد'' میں ایسے انگریزی الفاظ کی ایک فہرست شامل کی ہے جو ہندکو میں عام استعمال ہو رہے ہیں۔یہ الفاظ اُردو میں بھی مستعمل ہیں اور یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ ہندکو میں ان انگریزی الفاظ کا استعمال اُردو کی تقلید اور پیروی کا نتیجہ ہے۔

> ''ٹیلی وژن، ریڈیو، بلڈنگ، سینما، بائیسکل، موٹر، ویگن، پائپ، ہول، دراز، بکس، پن، پینسل، کاپی، بلب، ہولڈر، بٹن، کوٹ، فوٹو سٹیشن، ٹکٹ، بنک، بس، کپ، ٹرانی مشین، بوٹ، اسٹینڈ، کالر، ٹائی، سوٹ، پوسٹ کارڈ، پاسپورٹ، اسکوٹر، ریکارڈ، ٹیپ، ہارمونیم، گلاس، اسکول، پائی، پرائمری، کالج، مڈل، آفس، ٹیوب، ویل، پٹرول، پمپ، گیلن، سیلنڈر، شٹرنگ، چپس، ہاکی، کرکٹ، فٹ بال، گراؤنڈ، نیٹ، گول، کارنر، تھرو، ہینڈل، بورڈ، پلیٹ، ڈاکٹر، نرس،

سرجن ، اپریشن، سٹیشنری ، کاربن، انچارج ، وائرلیس، چیئر مین ، سیکرٹری، ہیڈ ماسٹر، ماسٹر، مانیٹر، پولیس ، کسٹم ، ریلوے،کیبن،کمیٹی ،کلب، پالش، پوسٹر، پریس، انجکشن، ہوٹل، میوزک وغیرہ۔"(۱۸)

محاورات اور ضرب الامثال میں اشتراک:

اردو اور ہندکو کی لسانی قربت کا اندازہ دونوں زبانوں کے مشترک محاورات اور ضرب الامثال سے بھی لگایا جا سکتا ہے۔سینکڑوں محاورات اور ضرب الامثال دونوں زبانوں میں مشترک ہیں۔محاورات اور ضرب الامثال کا اشتراک صرف لفظی سطح پر نہیں بلکہ ان کے مفاہیم اور محلِ استعمال میں بھی اشتراک پایا جاتا ہے۔مختار علی نیّر نے ہندکو ضرب الامثال کو "متھلاں" کے نام سے جمع کیا اور سُلطان سکون نے "ہندکو ضرب الامثال" کے نام سے۔دونوں کتابوں سے ایسی دس دس ضرب الامثال بہ طور نمونہ ذیل میں درج کی جاتی ہیں جو لسانی اور مفہومی اعتبار سے اُردو سے کامل طور پر ہم آہنگ ہیں۔

مختار علی نیّر کی مرتبہ کتاب "متھلاں" سے چند مثالیں:

	ہندکو	اردو
1-	جیہڑے گرجدین اووسدے نئیں۔	جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں۔
2-	جاز نہ جاز میں تیرا میمان۔	مان نہ مان میں تیرا مہمان۔
3-	چھوٹھ دے پیر نی ہوندے۔	جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔
4-	خربوزہ خربوزے نوں ویکھ کے رنگ پکڑ دیے۔	خربوزہ خربوزے کو دیکھ کر رنگ پکڑتا ہے۔
5-	ڈیوے تلے انہیرا۔	چراغ تلے اندھیرا۔
6-	کہار دی ککڑی دال برابر۔	گھر کی مرغی دال برابر۔
7-	کولیاں دی سوداگری ہتھ بی کالے مُو بی کالا۔	کوئلوں کی دلالی میں منہ کالا۔
8-	کھُو دی مٹی کھُو تے۔	کنوئیں کی مٹی کنوئیں میں لگتی ہے۔
9-	دُدّا دُدّ پاڑی دا پاڑی۔	دُودھ کا دُودھ پانی کا پانی۔
10-	مفت دی شراب قاضی بی نئیں چھوڑدا۔	مفت کی شراب قاضی پر حلال۔ (۱۹)

سُلطان سکون کی مرتبہ "ہندکو ضرب الامثال" سے مثالیں:

	ہندکو	اردو
1-	پھو ہا پھو ہا تلا۔	قطرہ قطرہ سمندر بنتا ہے۔
2-	تاڑی دوّاں ہتھاں نال بجدی اے۔	تالی دونوں ہاتھوں سے بجتی ہے۔
3-	جیہا مُونھ ایجی چپیڑ۔	جیسا منہ ویسی چپیڑ۔
4-	جیہڑا کرسی اوہ بھرسی۔	جیسا کروگے ویسا بھروگے۔
5-	چوپڑے دِیّاں بھی تے دو دو بھی۔	چُپڑی اور دو دو۔
6-	اللہ گنجے آں نُونھ ای نہ دیوے۔	خدا گنجے کو ناخن نہ دے۔
7-	غریب دی رن جگّے ٹھنڈی بھرجائی۔	غریب کی جورو سب کی بھابھی۔
8-	کتیا تے گھن دوڑی۔	کاتا اور لے دوڑی۔
9-	کرمزوری تے کھا چوری۔	کرمزدوری کھا چوری۔

10- ہاتھی پھرے گراں گراں جسدا ہاتھی اُس داناں۔ ہاتھی پھرے گاؤں گاؤں جس کا ہاتھی اُس کا ناؤں۔ (۲۰)

واحد جمع بنانے کے قواعد:

اُردو اور ہندکو میں واحد جمع بنانے کے قواعد تقریباً ایک جیسے ہیں۔

ا۔ واحد مذکر سے جمع بنانے کا طریقہ:

ایسے مذکر جن کے آخر میں ''ہائے مختفی'' یا ''الف'' علامتِ تذکیر ہو اُن کی جمع بناتے وقت ہائے مختفی یا الف کو یائے مجہول (ے) سے بدل دیا جاتا ہے۔ چند مثالیں دیکھیے:

اردو		ہندکو	
واحد	جمع	واحد	جمع
لڑکا	لڑکے	وڈا	وڈے
پردہ	پردے	نِکا	نِکے
سہرا	سہرے	کہوڑا	کہوڑے
بڑا	بڑے	نڈا	نڈے
گھوڑا	گھوڑے	ڈبہ	ڈبے

۲۔ واحد مؤنث سے جمع مؤنث بنانے کے طریقے:

واحد مذکر کی طرح واحد مؤنث کو جمع بنانے کے لیے کوئی ایک قاعدہ یا اصول نہیں۔ اُردو میں بھی واحد مؤنث سے جمع مؤنث بنانے کے کئی طریقے ہیں۔ پروفیسر فدا علی خاں نے اپنی کتاب ''قواعدِ اُردو'' میں واحد مؤنث سے جمع بنانے کے سات قاعدے بیان کیے ہیں۔ ہندکو میں بھی واحد مؤنث کو جمع بنانے کے لیے کوئی ایک قاعدہ وضع نہیں کیا جا سکتا۔ چند قاعدے درجِ ذیل ہیں:

i- اُردو اور ہندکو میں یائے معروف (ی) پر ختم ہونے والے واحد مؤنث کو ''اں'' کے اضافے کے ساتھ جمع مؤنث بنایا جاتا ہے، جیسے:

اُردو		ہندکو	
واحد مؤنث	جمع مؤنث	واحد مؤنث	جمع مؤنث
گالی	گالیاں	چڑی	چڑیاں
سالی	سالیاں	نِکی	نِکیاں
جالی	جالیاں	بُڈی	بُڈیاں
کالی	کالیاں	وڈی	وڈیاں
بالی	بالیاں	گُڑی	گُڑیاں

ii- ایسے واحد مؤنث جن کے آخر میں علامتِ تصغیر (یا) یا حرفِ علت نہ ہو اُردو میں جمع مؤنث بناتے وقت ''یں'' اور ہندکو میں ''اں'' بڑھاتے ہیں۔ مثالیں دیکھیے:

اردو		ہندکو	
واحد مؤنث	جمع مؤنث	واحد مؤنث	جمع مؤنث
کتاب	کتابیں	بجھارت	بجھارتاں

عورت	عورتیں	جمات	جماتاں
چادر	چادریں	تربیت	تربیتاں
جوگن	جوگنیں	سوکن	سوکناں
سوکن	سوکنیں	چادر	چادراں

iii- علامتِ تصغیر(یا) کے علاوہ جو واحد مؤنث الف پر ختم ہوں اُردو میں ''ئیں'' اور ہندکو میں ''واں'' کے اضافے سے جمع بنتے ہیں۔ مثالیں

اردو		ہندکو	
واحد مؤنث	جمع مؤنث	واحد مؤنث	جمع مؤنث
دُعا	دُعائیں	گھٹا	گھٹاواں
گھٹا	گھٹائیں	بلا	بلاواں
بلا	بلائیں	ہوا	ہواواں
وبا	وبائیں	ادا	اداواں
مالا	مالائیں	سزا	سزاواں

تذکیر و تانیث کے قواعد:

اُردو اور ہندکو میں تذکیر و تانیث کے قاعدے مشترک ہیں۔

ا۔ مذکر و مؤنث حقیقی:

قدرت نے جانداروں کو نر اور مادہ کی صورت میں پیدا کیا ہے اس سے تذکیر و تانیث کی واضح شناخت ہوتی ہے۔ دیگر زبانوں کی طرح اُردو اور ہندکو میں بھی حقیقی مذکر و مؤنث کی شناخت نہایت آسان ہے۔ جیسے:

اردو		ہندکو	
مذکر	مؤنث	مذکر	مؤنث
بیل	گائے	داند	گاں
باپ	ماں	ماسٹر	ماسی
بھائی	بھابھی	متریّا	مترئی
دادا	دادی	سوہرا	سس
ساس	سسر	دادا	دادی

۲۔ مذکر و مؤنث غیر حقیقی:

مذکر و مؤنث غیر حقیقی کی دو قسمیں ہیں۔ اوّل: قیاسی دوم: سماعی

قیاسی وہ مذکر مؤنث کہلاتے ہیں جن کی تذکیر و تانیث کسی قاعدے کی پابند ہو یا لفظ کی صورت سے معلوم ہو جبکہ سماعی کی تذکیر و تانیث نہ کسی قاعدے کی پابند ہوتی ہے اور نہ لفظ کی صورت سے معلوم ہوتی ہے۔ اُردو اور ہندکو قیاسی اور سماعی تذکیر و تانیث میں ایک جیسی صورتِ حال سے دوچار ہیں۔ اشتراک کی چند مثالیں دیکھیے:

ا۔ اُردو کی طرح ہندکو میں کتابیں مؤنث بولی جاتی ہیں۔

۲۔ دونوں زبانوں میں نمازیں مؤنث ہوتی ہیں۔

۳۔ حروفِ تہجی میں ب، پ، ت، ٹ، ث، ج، چ، ح، خ، د، ڈ، ذ، ر، ڑ، ز، ژ، ہ، ی اور ے دونوں زبانوں میں مؤنث بولے جاتے ہیں۔

۴۔ مہینے کی تاریخوں کے نام دونوں میں مؤنث بولے جاتے ہیں جیسے:

ہندکو: پنجویں، چھیویں، ستویں، اٹھویں وغیرہ۔

اُردو: پانچویں، چھٹی، ساتویں، آٹھویں وغیرہ۔

۵۔ اُردو اور ہندکو میں دریاؤں کے نام مذکر بولے جاتے ہیں۔

۶۔ دونوں میں پہاڑوں کے نام مذکر بولے جاتے ہیں۔

۷۔ دونوں زبانوں میں اللہ تعالیٰ کے نام مذکر بولے جاتے ہیں۔

۸۔ دونوں زبانوں میں اتوار اور جمعرات کے علاوہ دنوں کے نام مذکر ہیں۔

دیگر لسانی اشتراک:

1- دونوں زبانوں میں حروف اور ان کی اقسام جیسے: حرفِ ندا، حرفِ تشبیہ، حرفِ بیان، حرفِ ایجاب،، حرفِ علت، حرفِ تحقیق، حرفِ استفہام، حرفِ مقدار، حرفِ نفی، حرفِ شرط، حرفِ نفرین، حرفِ تنبیہ، حرفِ انبساط، حرفِ جار، حرفِ اشارہ، حرفِ تأسف وغیرہ کے قواعد اور لفظیات میں مکمل اشتراک پایا جاتا ہے۔

2- مرکبات اور ان کی اقسام جیسے: مرکبِ اضافی، مرکبِ عددی، مرکبِ توصیفی، مرکبِ ظرفی، مرکبِ عطفی، مرکبِ امتزاجی، مرکبِ اشاری وغیرہ کے قاعدے اور لفظیات دونوں زبانوں میں مشترک ہے۔

3- اسم اور اس کی اقسام جیسے اسمِ فاعل ترکیبی، اسمِ مفعول ترکیبی، اسمِ صفت ترکیبی، اسمِ مکبر، اسمِ مبالغہ، اسمِ تفصیل، اسمِ اشارہ وغیرہ کے قواعد دونوں زبانوں میں ایک سے ہیں۔

4- زمانے کے لحاظ سے افعال کی اقسام اور ان کے بنانے کے طریقے اُردو اور ہندکو میں قریب قریب ایک جیسے ہیں۔ مثالیں دیکھیے:

i- فعل ماضی مطلق:

اُردو: وہ کھیلا۔ ہم آئے۔

ہندکو: او کھیڈا۔ اسی آئے۔

ii- ماضی قریب:

اُردو: وہ آیا ہے۔ میں کھیلا ہوں۔

ہندکو: او آیا اے۔ میں کھیڈا واں۔

iii- ماضی شکیہ:

ماضی شکیہ میں اُردو کا ''گا'' ہندکو میں ''سی'' بن جاتا ہے باقی طریقہ ایک سا ہے۔

اُردو: وہ آیا ہوگا۔ میں کھیلا ہوں گا۔

ہندکو: او آیا ہوسی۔ میں کھیڈا ہوساں۔

iv- ماضی شرطیہ:

اُردو: وہ کھاتی۔ میں جاتا۔

ہندکو: او کھاندی۔ میں جاندا۔

-v فعل حال مطلق:

اُردو: میں دوڑتا ہوں۔ وہ جاتا ہے۔

ہندکو: میں دوڑ داواں۔ او جانداے۔

-vi فعل مضارع:

اُردو: وہ اٹھے۔ میں روکوں۔

ہندکو: او اٹھے۔ میں روکاں۔

-vii فعل امر:

اُردو: اُٹھ، بیٹھ، لکھ، جا، پڑھ، کر، کھا۔

ہندکو: اُٹھ، بیٹھ، لکھ، جا، پڑھ، کر، کھا۔

-viii فعل نہی:

اُردو: نہ اُٹھ، نہ بیٹھ، نہ لکھ، نہ جا، نہ پڑھ، نہ کر، نہ کھا۔

ہندکو: نہ اُٹھ، نہ بیٹھ، نہ لکھ، نہ جا، نہ پڑھ، نہ کر، نہ کھا۔

اُردو اور ہندکو میں مشترک ادبی رجحانات

ہندکو شاعری کے کلاسیکی دور میں تصوّف کی روایت:

ہندکو میں شعر گوئی کا آغاز کب ہوا؟ یہ سوال ہنوز تشنۂ تحقیق ہے۔ ہندکو زبان وادب کے ماہرین اور محققین کوشش کے باوجود کسی حتمی نتیجے تک نہیں پہنچے۔ مختار علی نیّر کی تحقیق کے مطابق ہندکو کا پہلا شاعر محمد دین ماہیو ہے۔ سیّد فارغ بخاری نے بھی ہندکو شاعری کے کلاسیکی دور کی ابتدا محمد دین ماہیو سے کی ہے۔ ان کے برعکس خاطر غزنوی نے اپنی معروف کتاب ''اُردو زبان کا ماخذ ہندکو'' میں محمد دین ماہیو کا ذکر صاحبِ حق، اُستاد نامور، استاد نظیر احمد روا، مرزا عبدالغنی، سخی نمانڑاں اور سائیں شادا کے بعد کیا ہے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ مصنّف موصوف نے اپنے ایک اور تحقیقی مضمون میں محمد دین ماہیو کو غلام محمد ماہیو لکھا ہے۔(۲۱) کلاسیکی دور کے شعرا کے بارے میں مستند معلومات کی عدم دستیابی کے باعث محققین نے قیاس اور اندازے سے کام لیا ہے جس کی وجہ سے کلاسیکی دور کے شعرا کے بارے میں کئی غلط فہمیاں رواج پا گئی ہیں۔ مثال کے طور پر معروف ادیب سیّد فارغ بخاری نے کلاسیکی دور کے شعرا محمد دین ماہیو، استاد نامور، صاحبِ حق، سائیں شادا، سخی نمانڑا اور شیر غلام کی تاریخِ وفات کا سال 1756ء قرار دیا ہے۔ مستند شواہد کی عدم موجودگی میں محض اندازے اور قیاس پر ایک ہی سال کو کئی شعرا کا سالِ وفات قرار دینا درست نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دوسرے محققین اس سے اختلاف کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

ہندکو کے کلاسیکی شعرا کا کلام متصوفانہ رنگ کا حامل ہے۔ فارسی اور اُردو شاعری کے موضوعاتِ تصوّف کو ان شعرا نے نہایت عمدگی کے ساتھ اپنے کلام میں ڈھالا ہے۔ مذہب سے گہرے لگاؤ کے باعث ان کی شاعری کا مجموعی مزاج مذہبی ہے۔ ان شعرا نے اپنے کلام کے ذریعے خلقِ خدا کی رہبری کا فریضہ ادا کیا ہے۔ سیّد فارغ بخاری رقم طراز ہیں:

> ''ہندکو کے اس اولین دور کی شاعری تمام تر نعت و منقبت اور حمد پر مشتمل ہے۔ جس سے اس عہد کے شعرا کے اسلامی جذبات اور مذہبی شیفتگی کا اندازہ ہوتا ہے۔''(۲۲)

اُردو اور فارسی شعرا کی طرح ہندکو کے کلاسیکی شعرا بھی فلسفۂ وحدت الوجود کے داعی اور نقیب نظر آتے ہیں۔ انھوں نے قطرے میں قلزم اور جزو میں کل کے رنگوں کا مشاہدہ کیا اور اس واردات کو شاعرانہ لباس عطا کر دیا۔ ہندکو کے دورِ اول کے شعرا کے ہاں وحدت الوجود کا رنگ دیکھیے:

تیرے بنا نہیں اِتھے رب کُجھ
تو ای سب کجھ، تو ای سب کجھ
رب جی تیرا ای سارا ظہور اے
ہر اِک شے وچ تیرا ای نور اے
دل تے دل دا جانی آپ ایں
آدم تے درخانی آپ ایں
آپی اگ تے آپی پاڑیں
آپی پیٹیا ، آپی تاڑیں

اہیو

راتاں جاگ جاگ من بھور ہویا
بے نشان دا نہ کوئی نشان لبھیا
کیہ لبھیا اگر اس جگ دے وچ
چن تارے لبھے ، اسمان لبھیا
صاحبِ حق اس حق نوں لبھدا اے
جدے لبھیاں دین ایمان لبھیا

حق

نیناں تیرے مار مُکایا
ہردے اندر تیر لگایا
کیہ کراں ، کتھے جاواں
بیٹھے سُتیاں آپنو سولی چڑھایا
سخت حیرانم ، خوں شد دلِ من

اہلِ تصوّف کے ہاں دُنیا کی بے ثباتی اور فنا کا مضمون بڑی اہمیت کا حامل ہے۔صوفیہ نے خلقِ خدا کو دُنیائے دُوں سے دل نہ لگانے اور عرصۂ حیات کو مسافرانہ بسر کرنے کی تعلیم و تلقین کی ہے۔صوفی شعرا کے ہاں بھی یہ مضمون مختلف صورتوں میں سامنے آتا ہے۔ ہندکو شاعری کے دورِ اول کے صوفی نہاد شعرا بھی یہی درس دیتے دکھائی دیتے ہیں:

سوداگر اس بازار دا......جیہڑا جت کے بازی ہار دا
کوئی جھٹ گھڑی گزار دا
تُوں سُنڑ میرے دل جانی
ایہہ دُنیا جھوٹی جانڑ تے کوڑا اے جنجال
اصلیت اپڑیں سیانڑ بندیا کے تیرے خیال
آیا ایں تُوں برہنہ معلوم ینھ آ احوال
لا کے سوہنڑاں جامہ تُوں بہوں ہویا ایں خوشحال
کدھر گئے نی ہانڑکول توں جان اپڑیں سنبھال

توں محرم ایں اس بپاردا --- لیکھا لکھ ہزار دا
پکا ره اقرار دا
نال دلوں زبانی ــــ توں سُنڑ میرے دل جانی

سائیں غلام دین ہزارویؒ

بہت کھاسیں ارمان توں جد پچھسی پروردگار
خالقِ اکبر دی بندگی کر لے وقتِ سحار

[مرزاعبدالغنی]

تحریکِ پاکستان اور ہندکوشاعری:

تحریکِ پاکستان میں ہندوپاک کے باقی مسلمانوں کی طرح ہندکو بولنے والوں نے بھی اپنا کردارادا کیا۔چوں کہ اس علاقے کے رہنے والے مذہبی غیرت اور دینی حمیت کے حوالے سے ممتاز حیثیت رکھتے تھےاور پاکستان کا مطالبہ بھی مذہب کے نام پر کیا گیا تھااس لیےاس علاقے کےلوگوں نے بہت بڑھ چڑھ کراس تحریک میں حصّہ لیااور کسی قسم کی جانی اور مالی قربانیوں سے دریغ نہیں کیا۔ ہندکو کے نوکلاسیکی دور کے شعرانے انگریزوں کےظلم وستم اور جبر واستبداد کے خلاف آواز بلند کی اورلوگوں میں آزادی کی روح بیدار کرنے کا فریضہ انجام دیا۔حرفِ حق کہنے کی پاداش میں انھیں طرح طرح کی کے مظالم سہنے پڑےاور قیدوبند کی صعوبتوں سے بھی گزرنا پڑا۔ ہندکو کے نوکلاسیکی دور میں سی حرفی اور چاربیتہ مقبولِ عام شعری اصناف تھیں؛ان دونوں اصناف میں شعرانے اپنے عہد کے سیاسی اور سماجی مسائل کو ہُنر مندی کے ساتھ پیش کیا۔تحریکِ پاکستان میں ہندکوشعرا کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے خاطرغزنوی نے لکھاہے:

> ’’ہندکوشعرانے بھی آزادی کی لگن کے گیت گائے،وہ بھی کسی سے پیچھے نہ رہے۔ان کے دلوں میں بھی انگریزوں کے خلاف نفرت کا جذبہ موجزن تھا۔شروع میں وہ خدائی خدمت گارتحریک کے ساتھ رہے پھر جب دوقومی نظریے کے تحت تحریکِ پاکستان چلی تو ہندکوشعرانے اس تحریک کوبھی خراج عقیدت ومحبت پیش کیااور قیامِ پاکستان سے پیش تر اور حصولِ آزادی کے بعداپنے سنہرے ملک کے نغمے گائے۔‘‘(۲۳)

ہندکوکا نامورانقلابی شاعر بردا پشاوری انگریز دشمنی میں اپنے ہم عصروں سے زیادہ سرگرم رہا۔اس سرگرمی کے نتیجے میں اُسے پابندِ سلاسل بھی ہونا پڑا۔اُس نے اپنی گرفتاری اورقیدخانے کی صعوبتوں کا ذکراپنے کلام میں جابجا کیاہے:

ش شہر پشورسی ٹُریا بردا، کنڈے اٹک دے آن کھلاریو نے
پنج ست سپاہی ایہے اِردے گردے کشتی والیاں نونعرہ جو ماریو نے
بیڑی آر اوے بیڑی پار جاوے، وچ بردے نو چا سواریو نے
بردا کہندا یارو انگریز ڈاہڈے ، پنڈی جیل خانے اندر واڑیو نے

راول پنڈی جیل خانے کانقشہ یوں کھینچا:

ج جیل خانہ راولپنڈی والا،جس دیاں کوٹھیاں گنوتا ہیون چالی
پنج ست قیدی روز آندے ون،کوئی دن نہیں جاندا وے مول خالی
باراں سیر دیندے چھولے پیہنے نوں،منہ تے چھائی زردی،اکھیاں چ آئی لالی
بردا کہندا یارو انگریز ڈاہڈا، جس سیکڑے جواناں دے جند گالی

ہندکوکا غالب احمدعلی سائیاں انگریزی عہد کےظلم وستم کی داستان یوں بیان کرتا ہے:

ع   عجب اے رسم ایہناں ظالماں دی، کر کے ظلم پھر ظلم دی داد منگدے
ایہناں پاس کوئی جائے فریاد لے کے، سُن فریاد تفسیر فریاد منگدے
دل دی کشت تے درداں داہل دے کے، توزیع فصل دی ستم ایجاد منگدے
سائیاں کر کے ہلاک ایہہ عاشقاں نوں، محنت خونریزی دی جلاد منگدے (۲۴)

الف   اوہناں دلاں دی دلا اُمید کیہ اے، جیہڑے مشق پکاون جلادیاں دی
اس زمین وچ فصلِ امید بونایں، جتھے برق نت پیندی بربادیاں دی
اُس در تے سوالِ امداد کرنایں، جیہڑے ہستی مٹاون امدادیاں دی
سائیاں اتھوں فریاد دی داد منگنایں، جرم دار جو ہین فسادیاں دی (۲۵)

نوکلاسیکی دور کے استاد رمضان علی رمضو کے ہاں بھی فرنگیوں سے نفرت کا رجحان پایا جاتا ہے وہ اپنے عہد کی بے حیائی اور مادر پدر آزادی کا سبب بھی فرنگی عہد کو قرار دیتے ہیں:

ح   حیا زمانے دا اُٹھ گیا جدو ملک دے حاکم فرنگی ہو گئے
ماں باپ دا کہنا مندے نہیں، پتر آپی رنگ برنگی ہو گئے
ذات پات نوں کوئی پچھان دا نہیں، جیہڑے ٹرلے ایہے اوہ کلنگی ہو گئے
امیراں دے پتر شرابی کوابی، غریباں دے پتر چرسی بھنگی ہو گئے

مضمر تاتاری نے اپنے کلام کے ذریعے اپنے عہد کے لوگوں کو بیدار کیا اور انھیں غلامی کے بندھن توڑنے پر اُکسایا:

ہر موڑ تے ڈیوے بال کہ دُنیا جاگ اُٹھے
خود آپ بدل حالات کہ جھگڑے چُک جاون
اوہ کھیتی باڑی ساڑ، جتھے بھکھ اُگدی اے
دے فصلاں نوں تیزاب کہ بیں بی سُک جاون

ہندکو ادب پر ترقی پسند تحریک کے اثرات:

برعظیم پاک و ہند میں ترقی پسند تحریک کی بنیاد اُٹھانے والے اُدبا کا تعلق اُردو سے تھا اس لیے ترقی پسند نظریات کی اولین نمود اُردو ادب میں ہوئی؛ بعدازاں جب ترقی پسند نظریات نے ایک واضح تحریک کی صورت اختیار کر لی تو ہندوستان کی دوسری زبانوں اور بولیوں میں بھی ترقی پسندانہ نظریات کا اظہار ہونے لگا۔ اس میں شُبہ نہیں کہ ترقی پسند تحریک نے ہندوستان کی تمام زبانوں اور بولیوں کے ادب پر ہمہ گیر اور دُوررس اثرات مرتّب کیے اور یہ اثرات اُردو ادب کے وسیلے سے دیگر زبانوں اور بولیوں پر پڑے۔ ہندکو چوں کہ اُردو سے قریبی رشتہ رکھنے والی زبان ہے اس لیے اُردو میں اظہار پانے والے ترقی پسندانہ نظریات بہت جلد ہندکو میں بھی شامل ہو گئے۔ ترقی پسند نظریات نے باقی زبانوں اور بولیوں کی طرح ہندکو کے روایتی اور کلاسیکی ادبی ورثے کے پہلو بہ پہلو ایک جدید ادبی دھارے کو رواں دواں کر دیا۔ ہندکو شاعری پر ترقی پسند تحریک کے اثرات کا جائزہ لیتے ہوئے فارغ بخاری نے لکھا ہے کہ:

> ”ترقی پسند شعرا نے ہندکو شاعری کو پہلی دفعہ انقلابی رُجحانات سے آشنا کرایا اور ہندکو کے نئے شاعروں نے اپنے مسائل کے علاوہ قومی اور ملکی مسائل کو بھی اپنے فن کا موضوع بنایا۔ شاعری میں تفکر، تجسس، بلند پروازی اور نازک خیالی نے راہ پائی اور ہندکو شاعری پٹی ہوئی ڈگر سے ہٹ کر کھلی فضا میں سانس لینے کے قابل ہو گئی۔ اس نے فرسودہ روایات کی دلدل سے نکل کر ایک ہی جست میں تمام حدود پھاند لیے اور وہ دوسری ترقی یافتہ زبانوں کی صف میں نظر

آنے لگی۔''(۲۶)

ترقی پسند تحریک نے ہندکو شاعری کے موضوعاتی دائرے کو ہی وسعت آشنا نہیں کیا بلکہ فنی اور تکنیکی اعتبارات سے بھی مالا مال کر دیا۔ اس سے پیش تر ہندکو شعرا چار بیتہ اور سی حرفی جیسی مخصوص روایتی اصناف میں ہی دادِ سخن دے رہے تھے۔ ترقی پسند تحریک کے زیرِ اثر شاعری کی نئی اصناف کا چلن ہوا اور اُردو شاعری کے تتبع اور تقلید میں ہندکو شعرا غزل اور نظم کے جدید ہیئتی پیکروں میں اظہارِ خیال کرنے لگے۔ ہندکو زبان کی خوش نصیبی ہے کہ بہت جلد ایسے ترقی پسند شعرا نے ہندکو میں شعر گوئی آغاز کی جو اُردو شعر و ادب میں اپنی شناخت بنا چکے تھے۔ ان ترقی پسند شعرا میں رضا ہمدانی، مضمر تاتاری، فارغ بخاری اور خاطر غزنوی کے نام خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔

مضمر تاتاری (1907ء—1987ء) جدید ہندکو شاعری کے بنیاد گزاروں میں شامل ہیں۔ اگرچہ ان کی رسمی تعلیم نہایت معمولی تھی تاہم انھوں نے خداداد صلاحیتوں کے باعث شعر و ادب میں بڑا مقام پیدا کیا۔ فارغ بخاری نے انھیں ہندکو کا پہلا انقلابی شاعر قرار دیا ہے۔ وہ اپنے انقلابی رجحانِ طبع کی وجہ سے ترقی پسند تحریک سے وابستہ رہے۔ انھوں نے ریاکاروں، غاصبوں، جاگیرداروں اور دیگر استحصالی طبقوں کی حقیقی صورتوں کو اپنی شاعری میں پیش کیا۔ اُن کی ہندکو شاعری کا ایک مجموعہ ''آبشار'' کے نام سے اُن کی زندگی میں طبع ہوا۔ مضمر تاتاری کی انقلابی غزل کے چند شعر دیکھیے:

ہر موڑ تے ڈیوے بال کہ دُنیا جاگ اُٹھے
خود آپ بدل حالات کہ جھگڑے چُک جاون
اوہ کھیتی باڑی ساڑ، جتھے بھکھ اُگدی اے
دے فصلاں نوں تیزاب کہ بین بی سُک جاون
ہِک ہور تو کر دے وار کہ اژدر زخمی وے
اُٹھ پکڑ، اج نعرہ مار کہ نظرے مُک جاون
نہ کھوتر زیناں ڈوہنگیاں لاوے پھٹ پیسن
کوئی بھارے پتھر جوڑ کہ شعلے رُک جاون

رضا ہمدانی (1914ء -- 1994ء) کا نام اُردو اور ہندکو کے معروف ترقی پسند شاعروں میں سرِ فہرست ہے۔ اُنھوں نے صوبۂ سرحد میں ترقی پسند افکار کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا۔ اُن کی ہندکو شاعری کا مجموعہ ''مٹھے ڈنگ'' کے نام سے شائع ہوا۔ رضا ہمدانی کی ہندکو غزلوں میں بھی اُن کی انقلابی اور ترقی پسند فکر پوری شان کے ساتھ جلوہ گر ہے؛ غزل کے شعر دیکھیے:

کدی آپس وچ نہ ملے
تیرے محل تے ساڈیاں گلیاں
ست سمندر مکدے مُک گئے
پر نہ لتھیاں دل دیاں اُلیاں
وخت دے ہڑ نے ڈاڈی کیتی
اُڈ گئے پُل تے نالے پُلیاں

سیّد فارغ بخاری اُردو اور ہندکو کے معروف ترقی پسند شاعر اور ادیب تھے۔ اُنھوں نے اُردو کے ساتھ ساتھ ہندکو شعر و ادب کی تخلیق اور تحقیق میں گراں قدر خدمات انجام دیں۔ ہندکو میں آزاد نظم کو رواج دینے میں بھی فارغ بخاری کو اولیت حاصل

ہے۔انھوں نے ہندکو کی شعری روایت کو نئے موضوعات اور ترقی پسند فکر سے روشناس کیا۔فارغ کی ہندکو غزل کے تیور دیکھیے:

ترس گئے بے خواب دریچے
کسے نہ اندر جھاتی ماری
اسی تاں لُٹ دا مال آں یارو
لُٹ دے جاؤ وارو واری
ساڈا کیہہ وے اسی پیارے
نہ سرکاری نہ درباری

متذکرہ بالا شعرا کے علاوہ خاطر غزنوی، جوہر میر، فرید عرش، آصف ثاقب، سُلطان سکون، ناز درانی، ساحر مصطفائی اور دیگر شعرا نے ترقی پسند تحریک کے زیر اثر ہندکو شاعری میں ہیئت، تکنیک اور موضوعات کے قابلِ ذکر تجربے کیے اور ہندکو شاعری کو جدید زمانے سے ہم آہنگ کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔خاطر غزنوی کے چند شعر دیکھیے:

آپی سوچاں ، آپی رووواں ، راتی دِنے چھورے چھوراں
آپڑے تھوڑے آپی تھوواں، کالے رنگ پلالاں دے
تھپ نکلے تاں گلیاں ہسُن، بدل آون اکھیاں وسُن
قصّے کیہڑے کیہڑے چھوواں، گنجل جال سوالاں دے
وڈیاں عمراں دے لوکاں دے اجے پیٹ تے اکھیاں پکھیاں
کتنے سادہ کتنے سچے جذبے بچیاں بالاں دے

شاعری کے مقابلے میں ہندکو میں اگرچہ نثر کم کم لکھی گئی تاہم ہندکو نثر بھی ترقی پسند تحریک کے اثرات سے خالی نہیں۔جدید اصنافِ نثر کا ہندکو میں چلن اسی تحریک کا مرہونِ منت ہے۔رضا ہمدانی، سیّد فارغ بخاری اور خاطر غزنوی نے ہندکو میں تنقید نگاری کو رواج دیا۔ان کی تنقید پر ترقی پسند تحریک کے اثرات واضح طور پر دکھائی دیتے ہیں۔یہ ادبا براہِ راست ترقی پسند تحریک سے وابستہ تھے اس لیے انھوں نے اپنے افکار سے نئے لکھنے والوں کو متاثر کیا۔ہندکو افسانہ نگاروں نے بھی اُردو کے تتبع میں ترقی پسند موضوعات اور اسالیب کو اپنے افسانوں میں برتا۔ہندکو کے افسانہ نگاروں میں آتش فہمید، جہانگیر تبسم، نسیم جان، ش شوکت، خالد سہیل اور کئی دوسرے شامل ہیں۔ان افسانہ نگاروں نے جدید عہد کے مسائل ومشکلات، معاشرے کی ناہمواریوں اور محبت ونفرت کے نئے رویّوں کو اپنی کہانیوں کا موضوع بنایا۔

اردو اور ہندکو میں صنفی اور موضوعی اشتراک

اردو اور ہندکو میں صنفی اشتراک:

اردو اور ہندکو نے تقریباً ایک ہی زمانے میں اپنا تشکیلی سفر آغاز کیا۔ہندکو ایک مخصوص علاقے تک محدود رہی اس لیے اس کا تشکیلی سفر آہستہ روی سے جاری رہا؛ اس کے برعکس اُردو کا دائرہ بتدریج کشادہ ہوتا رہا اور اس کشادگی کے باعث اس زبان کو نکھرنے اور توانا ہونے میں زیادہ دیر نہ لگی۔برعظیم پاک وہند کے گوشے گوشے اور قریے قریے تک یہ زبان پہنچی اور قبولِ عام کے درجے پر فائز ہوئی۔زبان کے پھیلاؤ کے ساتھ ساتھ اس کا ادب بھی مختلف تخلیقی سانچوں میں ظاہر ہونے لگا۔اُردو نے عربی و فارسی کے ساتھ ساتھ ہندوستانی زبانوں کی اصنافِ ادب کو بھی قبول کر لیا جو اس کی تخلیقی ثروت مندی کا باعث ٹھہریں۔مقامی زبانیں اور بولیاں اس لحاظ سے پیچھے رہیں کہ یہ اپنی مخصوص اصناف سے چمٹی رہیں اور دوسری زبانوں اور بولیوں کے تخلیقی پیمانوں سے صرفِ نظر کیا۔اس تحدید کے باعث یہ زبانیں صنفی، موضوعی، اسالیبی اور تکنیکی تنوع سے محروم

رہیں۔انیسویں صدی کے ربعِ آخر اور بیسویں صدی کے اوائل میں ہندو پاک کی کئی زبانیں اور بولیاں محدودیت کے اس دائرے سے نکلنے کے لیے سرگرمِ عمل ہوئیں۔ان زبانوں نے اُردو میں مقبول اور مروج شعری اور نثری سانچوں اور پیمانوں کو قبول کر کے اپنے لیے اظہار کی نئی راہیں تلاش کیں۔ ہندکو نے بھی باقی زبانوں اور بولیوں کی طرح اُردو کے وسیلے سے کئی جدید اصنافِ ادب کو قبول کیا۔اس سے قبل ہندکو میں صرف چار بیتہ اور سی حرفی کہنے کا چلن تھا اور کلاسیکی اور نو کلاسیکی دور کے شعرا نے انہی اصنافِ شعر میں اپنے خیالات وجذبات کا اظہار کیا۔ ہندکو میں نثر نگاری کے اِکا دُکا نمونے تو مل جاتے ہیں مگر اس کا باقاعدہ آغاز قیامِ پاکستان کے بعد ہوا۔ ہندکو نے صرف اُردو شعری اور نثری اصناف کو ہی قبول نہیں کیا بلکہ موضوعات اور اسالیب کے کئی رنگ بھی اُردو سے مستعار لیے اور اپنے دائرے کو وسعت آشنا کرنے کی کوشش کی۔ ہندکو کے جدید لکھنے والوں نے غزل اور نظم کے جدید ہیئتی پیکر جیسے آزاد نظم، نثری نظم، معریٰ نظم، ہائیکو وغیرہ کے علاوہ نثری اصناف افسانہ، خاکہ، سفرنامہ، ڈرامہ وغیرہ میں عمدہ تخلیقات پیش کر کے زبان وادب کو بلندیوں سے ہم کنار کیا۔اُردو کی طرح ہندکو میں بھی غزل مقبول ترین صنفِ شعر کے درجے پر فائز ہے۔ ہندکو شعرا نے فارسی اور اُردو غزل کی روایت سے بھی استفادہ کیا اور عہدِ جدید کے رجحانات ومیلانات اور شخصی وسماجی مسائل جیسے موضوعات کو بھی غزل کے پیکر میں سمونے کی کوشش کی۔غزل لکھنے والوں میں رضا ہمدانی، فارغ بخاری، خاطر غزنوی، محسن احسان، ساحر مصطفائی، ناز درانی، آصف ثاقب، سُلطان سکون، فقیر حسین ساحر، یوسف رجا چشتی اور کئی دوسرے تازہ کار شعرا کے نام شامل ہیں۔ذیل میں ہندکو غزل کے چند اشعار پیش کیے جاتے ہیں۔یہ اشعار موضوعاتی، اسلیبی اور تکنیکی اعتبار سے اُردو غزل سے براہِ راست متاثر اور مستفید دکھائی دیتے ہیں:

نظراں در در اُتے رُلیاں
کتنی واری جان کے پھلیاں
جس نے مٹھی اکھ نل تکیا
آساں اسی دے ول ڈُلیاں
خبرے چن اج کتھو چڑھیا
ونڈاں پئی میں مٹھیاں پھلیاں
تیرے غم دے تھال دے اندر
مہندی بن بن کے میں کھلیاں

رضا ہمدانی

اناں سوچاں دے وچ کھلیاں
کدوں لیسُن ساڈیاں اُلیاں
او دم جیون جناں دے دم نل
نویاں نویاں راہواں کھلیاں
تیرے غم نو سینے لاکے
دُنیا دے ہر غم نو پھلیاں

ساحر مصطفائی

سر تہڑ دی بازی لہاندا یاری توڑ چڑ آندا
تیری خاطر قسم اے جانی توڑ کے لیاندا تارے

نآز نہ کر اس دُنیا اُتے چھوٹھیے اے دُنیا
چھوٹھے ون سب وعدے اس دے چھوٹھے ون سب لارے
ناز دُرانی

پینگاں چھوٹاں ، چھوٹے لواں چھوٹھے خواب خیالاں دے
خواب ای خواب میں ویکھدا رہواں، پہڑے چندرے حالاں دے
تُھپ نکلے تا گلیاں ہسّن ، بدل آون اکھیاں وسّن
قصّے کیہڑے کیہڑے چھوواں، گُنجل جال سوالاں دے

اُردو اور ہندکو کی مشترک اصنافِ ادب کے ضمن میں چار بیت یا چہار بیت کا ذکر ضروری ہے۔ اُردو کی شعری صنف چہار بیت ہندکو اور پشتو کی قدیم اور مقبولِ عام صنف چار بیتہ سے مستعار ہے۔ اُردو میں اس صنف کا چلن اُن پٹھان اقوام کے ذریعے ہوا جو سرحدی علاقوں سے نقل مکانی کر کے ہندوستان کی مختلف مسلم ریاستوں بالخصوص روہیل کھنڈ، ٹونک اور رام پور وغیرہ میں مقیم ہوئیں۔ ہندکو اور اُردو کے معروف ادیب رضا ہمدانی اُردو چہار بیت کے حوالے سے رقم طراز ہیں:

''اردو چار بیت کہنے والے رام پور، ٹونک اور روہیل کھنڈ ہی میں پائے جاتے ہیں جہاں یہ روایت اب بھی زندہ ہے اور لوک شاعری کے نام سے معروف ہے۔ چار بیت کی محفلیں جن مقامات پر جمتی ہیں اُن کو اکھاڑہ کہا جاتا ہے۔ مشہور اکھاڑوں کے نام یہ ہیں:

۱۔ اکھاڑہ میاں خان

۲۔ اکھاڑہ صبر استاد

۳۔ اکھاڑہ گوہر علی خان''(۲۷)

ہندکو اور پشتو میں چار بیتے کا رواج بہت پُرانا ہے۔ اس کی حیثیت طویل نظم کی سی ہے جس میں کسی خاص واقعے یا کیفیت کو نظم کیا جاتا ہے۔ یہ صنفِ شعر متنوع موضوعات، اسالیب اور ہیئتی پیکروں کے باعث صدیوں سے مقبولِ عوام و خواص رہی ہے۔ اُردو میں چہار بیت کو رواج دینے والے چوں کہ ہندکو اور پشتو چار بیتے سے کاملاً آگاہ تھے اس لیے اُردو چہار بیت ہیئت، تکنیک اور مزاج کے اعتبار سے پشتو اور ہندکو سے گہری مماثلت رکھتے ہیں۔ اُردو میں چہار بیت کو زیادہ قبولیت نہیں مل سکی مگر ہندوستان کی کئی مسلم ریاستوں میں اب بھی یہ صنف اظہار کا ذریعہ ہے۔ اُردو چہار بیت کہنے والوں میں گوہر رامپوری، صبر رامپوری، عاجز رامپوری، الیاس رامپوری، عبدالکریم، محبوب علی، مسکین ٹونکوی، احمد علی اور مرشد رامپوری کے نام سامنے آئے ہیں۔ رضا ہمدانی نے اپنی کتاب میں چہار بیت کے تین مطبوعہ مجموعوں کا ذکر کیا ہے جن میں متذکرہ بالا شعرا کے چہار بیت شامل ہیں۔ مجموعوں کے نام یہ ہیں:

۱۔ پیاری پیاری ملاریں یا چہار بیتیں مؤلفہ محبّ علی خاں

۲۔ رسالۂ چہار بیت یا ساون کی جھلک مؤلفہ محبّ علی خاں

۳۔ اکھاڑہ میاں خان کی چار بیتیں یا تحفۂ درویش مرتبہ صاحبزادہ خورشید علی خاں (۲۸)

اُردو چہار بیت کے دو نمونے دیکھیے:

پردیس پی گئے ہیں رے میں ہوں زمیں پہ سوتی
خالی پڑا پلنگ ہے
جلتی زمین ہوگی رے پیارا قدم دھرے گا

چل کس طرح سکے گا
بدلی کی چھاؤں میرے پیارے کے سر پہ ہوتی
دل میں یہی اُمنگ ہے
ان سوکنوں نے موہ لیا ہے مرے سجن کو
آتا نہیں وطن کو
تم کھولو رے بامن مرے بھاگوں کی آج پوتھی
آنے میں کیا درنگ ہے؟ ــــــ (۲۹)

فرقت نے تیری مارا اے اے میرے دلدارا
غیر پہ لطف وکرم، ہم پہ ستم پر ستم
سینہ میں دل غم سے ہوا، میرا پارا پارا
اے اے میرے دلدارا
ہجر کا حالِ زبوں، جُز ترے کس سے کہوں
عاشقِ مضطر سے کیا، کس لیے کنارا
اے اے میرے دلدارا
قیس کو لیلیٰ سے کام، سرو پہ قمری تمام
زندگی بلبل کی، گلِ تر کا ہے نظارا
اے اے میرے دلدارا ــــــــ (۳۰)

ہندکو میں حمد، نعت، منقبت اور مرثیے کی روایت:

آج جن علاقوں میں ہندکو بولی جاتی ہے؛ ماضی میں یہاں متعدد قومیں اور قبیلے آباد رہے ہیں اور اپنے اپنے مذاہب اور رسم ورواج کے مطابق تہذیب ومعاشرت کی تشکیل کرتے رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ علاقہ تمدنی لحاظ سے بہت زرخیز رہا ہے۔ آج ہندکو میں شامل مختلف زبانوں اور بولیوں کے الفاظ سے ایسی معاشرتوں اور تہذیبوں کے نقش ونگار جھلکتے دکھائی دیتے ہیں جو ان علاقوں میں پروان چڑھیں اور وقت کے ساتھ ساتھ صفحۂ ہستی سے محو ہو گئیں۔ محمد بن قاسمؒ کے حملۂ سندھ کے بعد مسلمانوں کے قافلے برصغیر کے مختلف علاقوں میں آنے لگے۔ ایسے ہی قافلوں کی آمد سے ہندکو کا علاقہ نورِ اسلام سے منوّر ہوا۔ اسلام کی عالم گیریت اور اس کے اصولوں کی رعنائی نے باقی علاقوں کی طرح یہاں کے باشندوں کو بھی اپنی طرف متوجہ کیا اور ان کے سینوں کو ابدی روشنی سے مستنیر کیا۔ دائرۂ اسلام میں داخل ہونے کے بعد اس خطے کے لوگوں نے باقی علاقوں سے کہیں بڑھ کر اسلام کی تعلیمات کو عام کرنے کے لیے سرگرمی کا مظاہرہ کیا۔ مذہب کے ساتھ لگاؤ اور وابستگی کا یہ والہانہ رشتہ آج بھی اس علاقے کی شناخت کا ذریعہ ہے۔

برعظیم پاک وہند میں مسلمانوں کی تمام زبانوں کے ابتدائی ادب پر مذہب کی چھاپ واضح طور پر دکھائی دیتی ہے، اس کا بنیادی سبب یہ ہے کہ اُس وقت کے معاشروں پر مذہبی تعلیمات اور اخلاقی اقدار کی گرفت مضبوط تھی۔ جگہ جگہ دینی مدارس قائم تھے اور ان میں تعلیم حاصل کرنے والے لوگ زندگی کے تمام شعبوں میں مذہب کی بالا دستی کو تسلیم کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ اُن کا ادب بھی اسی رنگ میں رنگا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اُس وقت شعر وادب کا مقصد لوگوں کی اصلاح اور رہنمائی تھا اور اُنھیں

اخلاقی اقدار اور مذہبی تعلیمات سے روشناس کر کے صالحیت کے دائرے کو وسعت آشنا کرنا تھا۔ اُردو، پنجابی، سندھی، پشتو، بلوچی، بروہی، کشمیری، سرائیکی اور دوسری مسلم زبانوں اور بولیوں کے ابتدائی ادب کے تحقیقی مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ یہ ادب اخلاقی، مذہبی اور روحانی موضوعات کا داعی اور نقیب ہے۔ دوسری مسلم زبانوں کی طرح ہندکو کا ابتدائی ادبی منظر نامہ بھی اسی رنگ میں رنگا ہوا ہے۔ اگرچہ ہندکو میں شعر گوئی کی تاریخ زیادہ قدیم نہیں کیوں کہ جو ادب پارے دستیاب ہوئے ہیں اُن کا تعلّق اٹھارہویں صدی سے ہے تاہم یہ ادب مذہبی اور روحانی رنگ کا حامل ہے۔ ہندکو کے اولین صوفی نہاد شاعروں کے پیش نظر فارسی اور اُردو کی توانا شعری روایت تھی اس لیے اُنھوں نے انھی زبانوں کے متصوفانہ موضوعات کو اپنی بولی میں پیش کرنے کا جتن کیا۔ ہندکو کے کلاسیکی دور کے شاعروں نے حمد و نعت کے موضوعات کو شعری لباس میں ڈھال کر مذہبی شاعری کی روایت آغاز کی جو بعد کے ادوار میں خوب پھلی پھولی اور نئے لکھنے والوں نے اسے پروان چڑھانے میں نہایت سرگرمی کا مظاہرہ کیا۔ ہندکو شاعری کے ابتدائی دور میں سی حرفی اور چار بیتہ ہی مقبولِ عام شعری اصناف تھیں ان اصناف کو شعرا نے موضوعات کی رنگا رنگی سے مالا مال کر دیا۔ کلاسیکی دور کے ہندکو شعرا کے ہاں مضامینِ حمد و نعت کی بہار دیکھیے:

سب نوں ویکھے ، سب نوں دیوے ، سب دا جانے حال
جوڑ کے ہتھ تے ڈیکاں لاکے ، منگن دُعا تے کرن سوال
بوٹیاں اُتے میوے پکن ، کھاندے چڑیاں ، طوطے ، کاں
کیہڑے کیہڑے رنگ او دے کدی دھپاں کدی چھاں
سب دا والی بن دا اے او کہ جس دا کوئی پیو نہ ماں
سب نوں کجے ، سب نوں بخشے، پانی ، پُلا تے آٹا دال
جوڑ کے ہتھ تے ڈیکاں لاکے ، منگن دُعا تے کرن سوال
کیہ لبھیا اگر اس جگ دے وچ
چن تارے لبھے آسمان لبھیا
صاحب حق اس حق نو لبھدا اے
جدے لبھیا دین ایمان لبھیا

صاحبِ حق

سچے ربا تیرا ای آسرا اے، تو ای دُکھیا دا مددگار اے
تو ای مدد گار ایں دُکھیاراں دا ، نگہ تیری ہووے تاں بیڑا پار اے
مجنوں شد دلِ من ، خون شد دلِ من

سائیں شادا

نبیؐ نے سیل کیتا ستاں آسماناں دا
گیا معراج اُتے بادشاہ دوآں جہاناں دا
نبی تے عاشق ہویا رب قادر ذوالجلیل
رب دا پروانہ کہن کے آیا جبرائیل
اُس آنڑ کیتی آواز نبیؐ جی میں تیرا وکیل
تیرے واسطے ایہہ براق آندے اصیل

اللہ بلایا اے تداں محبوب کر کے چنگیاں شاناں دا
نبیؐ نے سیل کیتا ستاں آسماناں دا

سب کم کچے، نبی ساڈے سچے
جناں پکڑی ساڈی مہار

نوکلاسیکی دور کے شعرا نے حمد و نعت کی روایت کو مزید توانا کیا اور ساتھ ساتھ منقبت اور مرثیہ کو بھی ہندکو کے شعری منظر نامے میں شامل کر دیا۔ مناقب میں صحابہؓ کرام بالخصوص حضرت علیؓ کے اوصاف و کمالات بیان ہوئے۔ صوفیائے کرام اور اولیائے عظام جیسے حضرت عبدالقادر جیلانی، بری شاہ لطیف، شاہ چن چراغ اور دیگر اصحابِ تصوف کی مدح میں منقبتیں لکھی گئیں۔ امامِ عالی مقام اور ان کے جانثار ساتھیوں کی الم ناک شہادت اور کربلا کے دیگر واقعات کو چار بیتوں اور حرفیوں میں پیش کر کے شعرا نے ہندکو مرثیے کی داغ بیل ڈالی۔ نوکلاسیکی دور کے شعرا کے ہاں ان موضوعات کی ایک جھلک دیکھیے:

اس قادر کریم دی قدرتاں دے جلوے عجب عجب خوبی دسدے نیں
کدھرے گڑے دے پانی دا مینہ وسدا کدھرے موتیاں دے بدل وسدے نیں
اس دُنیا دی وستی وچ وسن والے غم سی روندے تے خوشی سی ہسدے نیں
سائیاں ڈرن کئی رب دے خوف کولوں، کئی ظلم اُتے کمر کس دے نیں

کوئی نہ کرے ٹمانا، ٹمانا کر سُبحان دا
ہر کسے نوں روزی دیندا، قادر کل جہان دا
بے شک تو بے پرواہ ہے ویں، بخشے گنہگاراں نوں
میں شوقوں تیرا کلمہ پڑھنا مناں واں چار یاراں نوں
شرع کولو بار نینگا، مننا چار کتاباں نوں
براق تے جاں شاہ سوار ہویا، پکڑی روح الامین نے رکاب جھک کے
ہوئے وارد گروہِ سما میں جاں، بدھے قدسیاں دستِ آداب جھک کے
چھوڑ خامہ دبیر فلک نے بھی، قدم چُم لئے باصد شتاب جھک کے
سائیاں کعبہ تے عرش بھی اُسی شاہ دے، زیرِ قدم ہویا فیض یاب جھک کے

تیری ڈاہڈی اے تلوار -------- تلوار یا علیؓ
چٹے گھوڑے دا سوار --------- سوار یا علیؓ
تیریاں صفتاں گاندا واں تو دے دے میری مراد
گاموں کھلا انتظار --------- انتظار یا علیؓ

ز ــــ زور نال بدر دے کافراں نوں کیتا زیر صاحبِ ذوالفقار جا کے
سر مرحب تے عنتر دا اُتار کے تے کیتے عرب عجم تار تار جا کے

قدم رکھ کے دوشِ نبی اُتے، توڑے بت کعبے وچکار جا کے
کہندا رمضو اس بحرِ الم اندر ، فتح پائی شیرِ کردگار جا کے

م___ منشیِ ازل دی قلم جھک کے لوحِ محفوظ دی لکھی تحریر چُمدی
کربلا دے الم دا کجھ نقشہ ربی حکم دا حکم تدبیر چُمدی
خاکِ کربلا بڑے آرام دے نل ، ہر شہید دا نقشِ تصویر چُمدی
سائیاں شروع سے آخری دماں توڑی، رہی حسین دا حلق شمشیر چُمدی

شیر عباس نوں یاد جے آیا
شاہ حسین دا پیاسا کنبہ
تک پانی دی مُڑ کے ڈوہلی
پانی آپ نہ پیتا
کتنا صبر کیتا
کھوڑے نوں ارشاد ایہ کیتا
پی لے پانی او حیوان
ساڈا نہ کر کُجھ تہیان
سکی جیبھ پھرا کے ہوٹاں اُتے اُس حیوان
عرض گزاری پُر ارمان
کوثر والے پیاسے مردے میں ہوواں سیراب
رب دا وڈا اعذاب جمالا استاد

اپنا کہر تے بار لُٹا کے نانے دی اُمت بخشائی
ساڈے جیسے اوگن ہاراں واسے جنت دی خوشخبری لیائی
نورا اس دے در دا خادم، امام حسن دا ہے جو بھائی
جس نے اپنا لہو وگا کے ریتاں وچ گلزار کھڑائی
جس دے غم وچ نوری خاکی، رون اج تک زار قطار

نورا اُستاد

جدید دور میں مختلف تحریکوں کے زیرِ اثر سب زبانوں میں نئے تخلیقی سانچوں اور نئی اصنافِ ادب کا چلن ہوا۔ اُردو میں مرثیے کے حوالے سے مختصر مرثیہ، سلام اور نوحہ جیسی اصناف متعارف ہوئیں اور حمد و نعت کے لیے غزل کی ہیئت کو قبولِ عام ملا تو دیگر مسلم زبانوں میں بھی مذہبی شاعری کے لیے ان جدید ہیئتی پیکروں کو استعمال کیا جانے لگا۔ ہندکو کا قدیم شعری سرمایہ چاربیتہ اور سی حرفی کی تنگنائے کا اسیر تھا اُردو کے تتبع میں ہندکو نے نئی اصنافِ ادب کو قبول کر کے اپنے صنفی، موضوعی، تکنیکی اور اسالیبی دائرے کو کشادہ کر لیا۔ ہندکو میں بھی جدید مرثیہ اور اس کی ذیلی اصناف سلام اور نوحے کو رواج ملا اور شعرا نے ان

اصناف کو درجۂ کمال تک پہنچانے کی کوشش کی۔ نعت کی صنف کو بلاشبہ بیسویں صدی میں بہت زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی اور مختلف مسلم زبانوں میں یہ صنف نئے موضوعاتی اور اسالیبی رنگوں کے ساتھ ظاہر ہوئی۔ ہندکو میں جدید نعت کے موضوعاتی اور اسالیبی تنوع کے حوالے سے رضا ہمدانی لکھتے ہیں:

''نویں سانچیاں وچ جیہڑی نعت اس وخت ہزارہ سی ڈیرے تک پئی کہی جاندیئے او بڑی توانا تے فکر و تخیل دے ناتے بڑی اُچیئے۔ اس وچ موجودہ عہد دے تقاضے تے ضرورتاں دے لشکارے بی چھلکدین۔ اج دی نعت قدیم ہندکو نعت سی اپڑے ڈول تے خیالات دے سبب بالکل وکھری تے انوکھی اے۔ تے نویں سوچ دے تازے بازے رکھدیئے۔''(۳۱)

ترجمہ: (نئے سانچوں میں جو نعت اس وقت ہزارہ سے ڈیرہ تک کہی جا رہی ہے۔ وہ بڑی توانا اور فکر و تخیّل کے لحاظ سے بڑی بلند ہے اور اس میں موجودہ عہد کے تقاضے اور ضرورتوں کے مناظر بھی جھلکتے ہیں۔ آج کی نعت قدیم ہندکو نعت سے اپنی ساخت اور خیالات کے سبب بالکل جدا اور الگ ہے اور نئی سوچ کے تانے بانے رکھتی ہے۔)

دورِ جدید کے معروف ہندکو نعت نگاروں میں رضا ہمدانی، خاطر غزنوی، سیّد فارغ بخاری، محسن احسان، ساحر مصطفائی، مختار علی نیّر، صوفی عبدالرشید، آصف ثاقب، یوسف رجا چشتی، فقیر حسین ساحر، ناز درانی، جلیل حشمی، قاسم حسرت، ش شوکت، زیڈ آئی اطہر، مقبول اعجاز، ارشاد شاکر اعوان، خادم حسین ملک، حیدر زمان حیدر، نذیر تبسم، آتش فہمید اور فرید عرش کے نام خصوصیت سے قابلِ ذکر ہیں۔ جدید ہندکو نعت کے چند نمونے دیکھیے:

ہر اِک شاخ وچ تیری قدرت حضورؐ
شجر در شجر آشیانے ترے
ازل سی ابد تک اے تیرا ظہور
پُراڑے نوے سب زمانے ترے

سایہ میرے تے کر
میرے بی دل دا مدعا سُنڑ لے
محسن احسان

جگرو تاریاں دے وچ چن لشکارے مارے
پاک نبی انج سوڑا لگے یاراں وچ
اس نوں تُسی آ کے بیڑے بنے لاؤ
بیڑی ساڈی پھس گئی اے منجدھاراں وچ
ساحر مصطفائی

چن جاگا تارے ہس ہس پئے، ہر پاسے نور ظہور ہویا
ایمان دا ڈیوہ لے کے جداو اُمت دے دمساز آئے
خاطر غزنوی

اسیں کیہ سمجھاں اسیں کیہ جاناں احساس اساں کیہ اس گل دا
ساڈے غم وچ جاگدے گزر گیئاں کئی راتاں سوہنے حضورؐ دیاں

ساڈے مُک جلدے دُکھ غم سارے ، بن جلدے بگڑے کم سارے
کدے دل نال اپنے لا کہندے، عاداتاں سوہنے حضور ؐ دیاں

حوالہ جات

۱۔ خاطر غزنوی، اردو زبان کا ماخذ ہندکو، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان پاکستان، 2003ء، ص1

۲۔ فارغ بخاری، سید، ہندکو ادب (مقالہ)، مشمولہ: تاریخِ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان و ہند [جلد چودھویں، حصّہ دوم]، سیّد فیاض محمود، مرتب، لاہور، پنجاب یونیورسٹی، طبعِ اوّل 1971ء، ص216

۳۔ مختار علی نیّر، تاریخِ زبانِ ہندکو، پشاور، مکتبۂ ہندکو زبان، 1977ء، ص30

۴۔ مختار علی نیّر، تاریخِ زبانِ ہندکو، ص53

۵۔ فارغ بخاری، سید، ہندکو ادب، مشمولہ، تاریخِ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان و ہند، ص218

۶۔ ایضاً، ص224 ۷۔ ایضاً، ص210 ۸۔ مختار علی نیّر، تاریخِ زبانِ ہندکو؛ ص126

۹۔ ابواللیث صدیقی، ڈاکٹر، ادب و لسانیات، کراچی، اردو اکیڈمی سندھ، اوّل، جنوری 1970ء، ص204

۱۰۔ مولوی عبدالحق، ڈاکٹر، قواعدِ اُردو، لاہور، لاہور اکیڈمی، س ن، ص33

۱۱۔ مختار علی، نیّر، ہندکو نثر دی کہاݨی، پشاور، ادارۂ فروغِ ہندکو، دوم، 1992ء، ص54

۱۲۔ خاطر غزنوی، ہندکو نامہ، پشاور، پاکستان مرکزی ہندکو بورڈ (رجسٹرڈ)، 2002ء، ص14

۱۳۔ خاطر غزنوی، ہندکو نامہ، ص16 ۱۴۔ ایضاً، ص65-64 ۱۵۔ ایضاً، ص69-68 ۱۶۔ ایضاً، ص88 تا 90

۱۷۔ مختار علی نیّر، ہندکو زبان پر فارسی کے اثرات، مشمولہ: پاکستان کی قومی اور علاقائی زبانوں پر فارسی کا اثر، سید غیور حسین، (مرتب)؛ پشاور، الھدیٰ بین الاقوامی پبلشرز؛ جنوری 2005ء؛ ص270

۱۸۔ مختار علی نیّر، ہندکو قواعد، پشاور، مکتبۂ ہندکو زبان، 1976ء، ص81

۱۹۔ مختار علی نیّر، متھلاں، پشاور، مکتبۂ ہندکو زبان، 1974ء

۲۰۔ سلطان سکون، ہندکو ضرب الامثال، اسلام آباد، مقتدرہ قومی زبان پاکستان، 1999ء

۲۱۔ خاطر غزنوی، پروفیسر، ہندکو ادب قدیم و جدید (مقالہ)، پشتو، ہندکو، تو روالی، گاوری (مطالعاتی رہنما برائے ایم فل)، اسلام آباد، شعبۂ پاکستانی زبانیں، 2004ء، ص210

۲۲۔ فارغ بخاری، سید، ہندکو ادب، مشمولہ، تاریخِ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان و ہند، ص234

۲۳۔ خاطر غزنوی، اردو زبان کا ماخذ ہندکو، ص280، 279

۲۴۔ افضل پرویز، مرتب، کہند اسائیں، لاہور، پاکستان پنجابی ادبی بورڈ، دوم، 1993ء، ص186

۲۵۔ افضل پرویز، مرتب، کہند اسائیں، ص208

۲۶۔ فارغ بخاری، سید، ہندکو ادب، مشمولہ، تاریخِ ادبیاتِ مسلمانانِ پاکستان و ہند، ص236، 235

۲۷۔ رضا ہمدانی، چاربیتہ، اسلام آباد، لوک ورثے کا قومی ادارہ؛ جون 1978ء؛ ص34

۲۸۔ رضا ہمدانی، چاربیتہ، ص36، 35 ۲۹۔ ایضاً، ص41 ۳۰۔ ایضاً، ص38-37

۳۱۔ رضا ہمدانی، صلو علیہ و آلہٖ، مشمولہ: ہندکو زبان، پشاور، ستمبر 1993ء، ص14